کنگن ترے ہاتھوں میں

(ماہیے ہائیکو)

اکمل شاکر

آپ کے ذوقِ مطالعہ کی نذر

بصد خلوص

اکمل شاکر، پسنی

کنگن ترے ہاتھوں میں

کنگن ترے ہاتھوں میں

(ماہیوں اور ہائیکو کا مجموعہ)

اکمل شاکر

مهلب پبلیکشنگ هاؤس

وارڈ نمبر ۵ پسنی (۹۱۳۰۰) بلوچستان پاکستان

موبائل:03335050302

akmalshakir@gmail.com

کتاب	کنگن ترے ہاتھوں میں
شاعر	اکمل شاکر
اشاعت اول	2009
اشاعت دوم	جنوری 2021
تعداد	500
کمپوزنگ	امجد مرزا امجدؔ
تزئین و ترتیب	امجد مرزا امجدؔ

کتاب ملنے کا پتہ:

مهلب پبلیکشنگ هاؤس

وارڈ نمبر ۵ پسنی (۹۱۳۰۰) بلوچستان پاکستان

موبائل:03335050302

akmalshakir@gmail.com

انتساب

مہلب اکمل

الٰہی بخش اکمل

ہاتھوں میں میرا دل تھا
خاموش کھڑا تھا میں
آگے مرا قاتل تھا

انگور کے پانی میں
بیل ہے عصیاں کی
بچے کی جوانی میں

گاؤں میں چلے جانا
شہر میں ھنگامہ
واپس نہ کبھی آنا

سورج کو چھپا گھر میں
تاریک فضاؤں کو
پھینکوں گا سمندر میں

کل رات کوئی آیا
خواب حویلی کی
تعبیر تھا وہ سایا

پھولوں کو مہکنے دو
بادِ صبا رکنا
تتلی کو بہکنے دو

خط آیا مرے گھر سے
امی نے لکھا، تیرے
دیدار کو ہم ترسے

دل ایسا پرندہ ہے
یاد کے ٹہنی پر
تیرے لئے زندہ ہے

پانی کی روانی میں
کشتی کو ڈبویا ہے
بوڑھے نے جوانی میں

دکھ درد سمیٹے ہیں
آس پہ ہم شاکر
اُس کیلئے بیٹھے ہیں

سُوکھے ہوئے پھولوں کو
لوگ مسلتے ہیں
خوشبو کے اصولوں کو

گاؤں میں حویلی تھی
اور شبستاں میں
رانی تو اکیلی تھی

وہ لوگ پرانے ہیں
بات سمجھتے ہیں
آگے وہی لانے ہیں

اُس سے میری یاری تھی
لاش ملی جسکی
لڑکی وہ کنواری تھی

ملنے کبھی آیا کر
رات دریچوں پر
شمعوں کو جلایا کر

آؤ مری باہوں میں
شہر میں سردی ہے
چلئے اُسی گاؤں میں

یادوں کی پہاڑی میں
مشکل تھا چُھونا
دُکھ درد کی گاڑی میں

ترسے ہیں مرے نیناں
دیر ہوئی شاکر
سسرال گئی بہناں

بستی میں اندھیرا ہے
کرن نہیں کوئی
بڑی دُور سویرا ہے

جو ہات ملاتے ہیں
دوست نہیں ہوتے
دو دن میں بُھلاتے ہیں

بھیگے ہوئے بالوں کو
چُھو نہ پاؤں گا
گوری تیرے گالوں کو

گلدان ہے پتھر کا
پھول ہیں کاغذ کے
یہ حال مرے گھر کا

یہ روگ پرانا ہے
پریم کہانی ہے
واپس ہمیں آنا ہے

غالب کی شہنشائی
شاعر مجرم تھے
شاکر تھا تماشائی

مٹی کے مکانوں میں
پتھر ہی پتھر
بکتے ہیں دکانوں میں

بوتل میں جوانی ہے
ہم نے گلاسوں کو
بس آگ لگانی ہے

انکار نہیں کرتے
خود ہی سمجھ لینا
ہم پیار نہیں کرتے

وہ رات سہانی تھی
بھیگ گئے شاکر
بارش تھی، جوانی تھی

اک درد تھا سینے میں
خواہش پوری ہو
جاؤں میں مدینے میں

پھینک کے پتھر وہ
رات بہت رویا
ساحل میں، سمندر وہ

کاغذ نہ، سیاہی ہے
خط کیسے لکھتا
بھائی نہ بھائی ہے

یاروں کی مہربانی
دیں ہیں پیاسے کو
کنویں کا وہی پانی

دل کانچ پہ رکھ دینا
جب کام سے فارغ ہو
مزدور کا حق دینا

اٹھتا ہے دھواں گھر سے
صحن میں بیٹھے تھے
ساون کیلئے ترسے

پھولوں سے بھری تھالی
سر پہ اٹھاتی ہے
لڑکی وہ چنے والی

کپڑے مرے گیلے تھے
چُوما تھا جسے میں نے
وہ ہونٹ رسیلے تھے

آسیب مرے گھر کا
گھر گھر پھرتا ہے
سایا کوئی پتھر کا

ہم لوگ پگھل جاتے
شہر کی گلیوں میں
سورج کو اگر لاتے

وہ پھول تھا پھتر کا
گلدان میں کاغذ کا
زینت ہوں کسی گھر کا

کالج کا زمانہ تھا
ملنے لڑکی سے
گاؤں مجھے جانا تھا

وہ پیڑ، میں چھاؤں تھا
اُس سے تھی ہریالی
جس شہر میں گاؤں تھا

پتوں پہ رُکے پانی
شبنم پڑنے سے
راتیں ہوئیں دیوانی

کچھ کانچ کے ٹکڑے چُن
ہاتھوں کی ہتھیلی پر
قسمت کی لکیریں بُن

شوکیس میں اک دل تھا
روز دھڑکتا تھا
چھونا ذرا مشکل تھا

سیبوں کی دکانیں ہیں
اُونچے پہاڑوں میں
کاغذ کی مکانیں ہیں

کچھ پھول سمیٹو تم
خوشبو کی بگیا میں
آرام سے بیٹھو تم

اک آگ سی تھی دل میں
مجھکو کیا معلوم
کیوں ہو گیا قاتل میں

جی بھر کے نہیں دیکھا
پھول سی لڑکی کو
کل رات کہیں دیکھا

یوں گھر کو سجا لینا
سُرمہ بنا مجھ کو
آنکھوں میں بسا لینا

رسوائی سے ڈرتے ہیں
عمر کی وحشت سے
کم گھر سے نکلتے ہیں

برفیلے زمانوں میں
پتھر کی طرح جس میں
رکھے ہیں دکانوں میں

دو پھول کھلے ہوں گے
چلتی ہواؤں میں
پتے بھی ہلے ہوں گے

خاموش سمندر ہو
موتی کی مانند
تم سیپ کے اندر ہو

یوں ہاتھ ہلاتے ہو
وقتِ سفر تم
جی بھر کے رلاتے ہو

پھولوں کی جوانی میں
آگ نکلتی ہے
انگور کے پانی میں

ہر شام پرندوں کو
ایسے اڑاؤ نہ
سورج کو ذرا روکو

دیمک زدہ الماری
بوسیدہ کتب کی
لگتی ہے بہت پیاری

مڑ مڑ کے جو چلتے ہیں
گرگٹ جیسا وہ
کیوں رنگ بدلتے ہیں

جینے دو مجھے گوری
رس ہے جوانی کا
پینے دو مجھے گوری

بے رنگ لفافہ تھا
بے رنگ پھولوں کا
اُس نے مجھے بھیجا تھا

موسم کو بدلنے دو
شوخ چراغوں کو
برسات میں جلنے دو

جوبن ہے، جوانی ہے
لڑکی تری باتیں
انگور کا پانی ہے

شمعوں کو جلاتی ہے
ہر شب اک لڑکی
ماہیے مرے گاتی ہے

کنگن ترے ہاتھوں میں
خواب بہت دیکھے
ہم نے کبھی راتوں میں

پھولوں کا علاقہ ہے
پیار کی سرحد پر
امید کا ناکہ ہے

اک آس پہ زندہ ہوں
پیڑ تو الفت کا
میں ایک پرندہ ہوں

یہ بات پرانی ہے
عشق، محبت تو
انہونی کہانی ہے

صرف فون ہی کرتی ہے
پیار بھی کرتی ہے
ملنے سے بھی ڈرتی ہے

اچھا ہے برُا ہونا
تیرے لئے گوری
دنیا سے جدا ہونا

وہ رات سہانی تھی

بات زلیخا کی

یوسف کی کہانی تھی

پھولا نہ پھلا ہوں میں

آنچ میں غربت کی

ہر وقت جلا ہوں میں

جذبات کی باتوں میں

وقت گزرتا ہے

کب چاندنی راتوں میں

جو لوگ تڑپتے ہیں
پیار، محبت میں
آگے وہی بڑھتے ہیں

رُخ موڑ ارادوں کا
پھول مہکتا ہے
اکثر تری یادوں کا

اللہ ترے بندوں نے
ڈھونڈا املتاس بھی
اس شہر کے اندھوں نے

وہ دھوپ کا حصہ تھا
سورج کا سایا
دن آنکھ میں بیٹھا تھا

دل تھام کے چلتے ہیں
لوگ محبت میں
کیا رنگ بدلتے ہیں

تانگے کی سواری میں
غم بہت دیکھے
ہم نے ترے یاری میں

خوشبو تھے بالوں میں

عمر گزرتی ہے

دن رات خیالوں میں

کیا خوب زمانہ تھا

اپنے پڑھنے کا

بس ایک بہانہ تھا

انکار بھی کرتی ہو

بات بناتی ہو

تم پیار بھی کرتی ہو

دُکھ درد کے مارے ہیں
لوگ محبت میں
یوں جیت کے ہارے ہیں

تتلی کا جنازہ ہے
ہاتھ لگانا مت
یہ زخم تو تازہ ہے

بھیگا سا موسم تھا
پیڑ کے سائے میں
لڑکا کوئی گم صم تھا

کشمیری لباسوں میں
لڑکی بادامی
سجتی ہے گلاسوں میں

دُکھ ایک سمندر ہے
خشک نہیں رہتا
بھیگا ہوا منظر ہے

کچھ پیڑ تھے بے سائے
خواب پرندوں کے
آنکھوں نے سلگائے

جرمن کی ہواؤں میں
حیدرؔ رہتا ہے
خوشبو کی خلاؤں میں

گھر چھوڑ کے مت جانا
سارے محلے کا
دل توڑ کے مت جانا

کشمیر تھا بستے میں
خواب تھے آنکھوں میں
لاہور کے رستے میں

☆ حیدر قریشی

کیا عیب نکالے ہیں
شہر کے بچوں نے
کیچڑ ہی اچھالے ہیں

کشمیر کی ناری ہے
آنکھ بادامی ہے
پر وقت کی ماری ہے

تم پیار کے سوداگر
آ میں تجھے دیکھوں
ایثار کے سوداگر

وہ پیڑ، میں سایا تھا

دیپ محبت کا

سورج کو دکھایا تھا

بے نور ستارے ہو

جُواء جوانی کا

تم جیت کے ہارے ہو

یہ جسم سلگتا ہے

پیار محبت میں

سب کچھ تو چلتا ہے

جب بال سُکھاتی ہے

لڑکی کشمیری

ماہیا مری گاتی ہے

ترے گال گلابی ہیں

پھول سے رخسارے

اور آنکھ شرابی ہیں

موجوں سے نہ ڈر ماہیا

اچھا لگتا ہے

کشتی کا سفر ماہیا

کیا لینا زمانے سے
دل بہلتا ہے
اکثر ترے آنے سے

اچھا کیا، بُرا کیا ہے
اپنے اندر تو
میں نے سب پایا ہے

یاری تری جُھوٹی ہے
دونوں ہے یکساں
نیت مری کھوٹی ہے

اچھی ہے تری یاری
کیا رنگ دکھاتی ہے
موسم کی ادا کاری

بلبل کی صدا کاری
پھول مہکنے تک
کرتی رہی دلداری

پابندی ہے اب ماہیا
آؤ گے اُس دن
مر جاؤں جب ماہیا

گیلے سے لب ور خسار
شہد سے میٹھے ہیں
ماہیا یہ محبت، پیار

اخلاق، محبت، پیار
دولت کے آگے
سب ہوتے ہیں بے کار

نمکین ہے بہت پانی
پسنی ☆ میں رہ کر
یہ بات نہیں جانی

☆ پسنی (بلوچستان)

صندل کی تُو خوشبو
جنگل، بادل، میں
ہر جانب تو ہی تو

رونے کی خواہش ہے
کیسٹ غزلوں کی
میری فرمائش ہے

مجھ کو ہوا اندازہ
درد محبت کا
ہوتا ہے تر و تازہ

میں خود سے ہارا ہوں
روشن راتوں میں
اک مدھم تارا ہوں

گزرا ہوا قصہ ہے
میرے جیون کا
وہ آدھا حصہ ہے

الماری میں تصویر
میں رانجھا شاکر
لگتی ہے کوئی ہیر

میں نے اقرار کیا
دنیا سے چھپ کر
ساجن سے پیار کیا

باہر سے کالا ہوں
لیکن اندر سے
پھولوں کا مالا ہوں

کیا حال ہوا میرا
بن تیرے جیون
جنجال ہوا میرا

میں تتلی، تُو خوشبو
پھول، ہوا، موسم
میں مجنوں، لیلیٰ تُو

ہسنا ہے رونا ہے
کچھ کھو کر کچھ پایا
کچھ پا کر کھونا ہے

مہندی ترے ہاتھوں میں
دلہن لگتی ہو
تم چاندنی راتوں میں

عاشق میں اچھا ہوں
تُو لیلیٰ جیسی
میں مجنوں جیسا ہوں

چلتی ہے ہوا ہر سُو
دور تلک شاکر
پھیلے گی تری خوشبو

اک سال کی یاری تھی
قصہ ختم ہوا
میں بازی ہاری تھی

دل ایک کھلونا ہے
ٹوٹ گیا شاکر
اب رونا دھونا ہے

مت پوچھ ہوا کیا ہے
دل ہی ٹوٹ گیا
یاروں نے دیا کیا ہے

تم بن کیا جینا ہے
زہرِ جدائی کا
ہر پل مجھے پینا ہے

یوں توڑ نہ دل ماہیا
جانے سے پہلے
اک بار تو مل ماہیا

ملتان کی باتیں ہیں
رنگ بھری شاکر
لاہور کی راتیں ہیں

کھیتوں میں ملو ماہیا
ساتھ مرے آؤ
کچھ دُور چلو ماہیا

دن رات یہی غم ہے

تیری محبت میں

یہ عمر بہت کم ہے

اچھا ہے سفر، ماہیا

ساتھ ہی رہ میرے

دنیا سے نہ ڈر ماہیا

کیوں چھوڑ دیا تُو نے

تیز ہواؤں کا

رُخ موڑ دیا تُو نے

دن کاٹ رہا ہوں میں
کالی راتوں میں
غم چاٹ رہا ہوں میں

چلنا ہے تو چل ماہیا
موسم اچھا ہے
چل گھر سے نکل ماہیا

بے باک زمانہ ہے
آج تجھے گوری
ہر حال میں آنا ہے

تالاب کے پانی سے
درد مہکتے ہیں
پھولوں کے جوانی سے

پہلے سے یہی ڈر تھا
جب اُس نے چھوڑا
بائیس دسمبر تھا

غم اوڑھ کے سونا ہے
دکھ یہ ترا ساجن
اب میرا بچھونا ہے

جہلم کی ہوا مہکی
دور مرا ماہی
پھولوں کی طرح مہکی

بارش میں، بادل تُو
دھوپ کڑی شاکر
پھولوں کا آنچل تُو

رخسار میں کالا تل
کیسے بچاؤں دل
ساجن ہی مرا قاتل

ای میل کیا تھا دل
ساجن کو میں نے
تحفے میں دیا تھا دل

شادی کا مزا آئے
تیری محبت میں
دل پھر نہ مُکر جائے

دل روز جلاتا ہوں
دُور کہیں جا کر
پھر لوٹ کے آتا ہوں

اک تُو ہے، اک تُو تھا
پیار کے پھتر میں
پھولوں کا خوشبو تھا

دل کانچ پہ رکھ دینا
خون پسینے سے
مزدور کا حق دینا

پنجاب کی تُو خوشبو
یہ تو ثابت ہے
میں دل ہوں، دھڑکن تُو

رکھ ہاتھ ذرا دل پر
نام مرا لکھ دو
پسنی کے ساحل پر

لفظوں کو پروتا ہوں
یاد تجھے کر کے
دن رات میں روتا ہوں

آنکھیں تری شرمیلی
پیار کی بارش میں
تری آنکھوں سے پی لی

دل ایک موبائل ہے
تیرے ہونٹوں پر
پھولوں سی سمائل ہے

اک تُو ہے، تیرا پیار
دنیا میں ساجن
اب سب کچھ ہے بے کار

میں رانجھا،تو ہے ہیر
دل میں سجائی ہے
برسوں سے تری تصویر

میں دریا، جہلم تُو
سرمئی آنچل میں
رہنے دو مری خوشبو

میں پیار کی منزل ہوں
تو میری دھڑکن
اور میں تیرا دل ہوں

پنجاب کی ناری ہو
جسم ہے انگوری
صورت کی اناری ہو

مس کال ہی کر ساجن
اتنا بھی نہ تڑپا
اللہ سے ڈر ساجن

دن رات میں ڈھلتی ہے
جہلم کی رت بھی
پل پل میں بدلتی ہے

جہلم میں ملو ساجن
پنڈی سے آ گے
کچھ ساتھ چلو ساجن

فنکار کا فن ہوں میں
پنجاب کی تُو ماہیا
پسنی کا بجن ہوں میں

جب دھوپ کے پر نکلے
رنگین اُجالے میں
مرے دل سے ڈر نکلے

تم لوگ ستم گر ہو
مت مار ہمیں اتنا
سینہ مرا پتھر ہے

سودا یہ خسارہ ہے
عشق محبت میں
اب جیت کے ہارا ہے

ہر بات پہ رو دینا
عشق کی بازی میں
یہاں سب کچھ کھو دینا

یوں زور لگانے سے
آگ تو لگتی ہے
یہاں واپس آنے سے

لڑکی ذرا شرمیلی
ہاتھ لگانے سے
لگتی ہے بہت پیاری

ظلم و ستم سہہ کر
باز نہیں آتے
تھے غم کو ہم سہہ کر

انصاف نہیں ملتا
کیسا بلوچستان
یہاں پھول نہیں کھلتا

تم خاک صلہ دو گے
جتنا وفا کر لیں
تم پھر بھی بھلا دو گی

کمرے میں اندھیرا ہے
کسی ویرانی
بڑی دور سویرا ہے

یوں مفت میں ڈر جاتا
دیکھ کے لاشوں کو
جیتے جی نہ مر جاتا

انجام سے کیا ڈرنا
بہت برا ہوگا
یہ سوچ کے کیا کرنا

بے نام پرندہ ہے
گھونسلہ کیا دیکھے
ہر لیڈر اندھا ہے

تم لاش گراتے ہو
کچھ نہیں ہم کہتے
تم پھر بھی ستاتے ہو

کل رات وہی آیا
لے گیا دل میرا
جو تھا مرا ہم سایہ

ہر شام نکلنا بھی
لگتا ہے مشکل
اب آگے چلنا بھی

ہم پاک وطن والے
غازی ہیں شاکر
اس ملک کے رکھوالے

گلدان گلابوں کا
میز پہ رکھا ہو
اک ڈھیر کتابوں کا

گھر سے نکل آؤ نا
سرکس مل کر
مرا دل بہلاؤ نا

دن رات ہی روتے ہیں
تیری جدائی میں
رومال بھگوتے ہیں

جب سامنے ہوتے ہو
بادل کی مانند
دل کھول کے روتے ہو

یہ کانچ بدن والے
باہر سے سندر ہیں
اندر سے بہت کالے

گھر بار کو چھوڑ آیا
دیوانے جیسا
جو سامنے تھا سایہ

تتلی کی رنگوں میں
قدرت اللہ کی
بے رنگ امنگوں میں

فٹ پاتھ پہ سوتے ہیں
بھوکے پیاسے لوگ
بس ایسے ہوتے ہیں

مرے پاس تو آ جائیں
اک دن رک جائیں
پھر اپنے گھر جائیں

چوکور سا دل میرا
گول جوانی سے
میں گونگا وہ بہرا

دل پوسٹ کیا میں نے
غم کا لیٹر بکس
جب دیکھ لیا میں نے

جب گھر سے نکلا تھا
شام کے منظر میں
رنگوں کا میلا تھا

بلوچی ماھیے

اے درد، شرابانی
گار کنت تامءَ
تئی رنجءِ ازابانی

بچکند مروچی تو
زندگ کنتگ مرچی
مہرنگ بلوچی تو

تئی ناز ستا کرزیت
گوھیں دلبند مئے
تئی بچکنداں لزیت

تئ گپ ءُ صهر شهداں

چہ من دُورے تو

اے آزگیں ٹپ واداں

کمیں تو بہ جل شاکر

ماہ ءِ روکابر

اے شپ کنت گل شاکر

ھائیکو

میں ہوں ایک دیا
اکثر رات کو جلتا ہوں
صبح ہونے تک

اعلیٰ ہے جو نام
سب ناموں سے بہتر ہے
دیتا ہے آرام

اُوپر نیچے دھوپ
سورج سر پر آ پہنچی
دن کے کتنے روپ

آگے ہے پانی
بارش بھی ہے بادل بھی
موسم طوفانی

آنکھیں کھو بیٹھے
سورج کو تکنے والا
سوچوں میں گم ہے

خالی ہے کمرہ
خاموشی ہے ہر جانب
لڑکی نہ لڑکا

گاؤں کی لڑکی
کتنی سندر لگتی ہے
گھر کی وہ کھڑکی

میں نے دیکھا خواب
روتے روتے خشک ہوا
آنکھوں کا تالاب

ہاتھوں میں تلوار
سر پر تاج گلابوں کا
لڑکی باکردار

المار ی میں دل
بھول گیا تھا اک دن میں
چاہت کی منزل

گروی ہیں کنگن
میری چھوٹی بچی کی
شادی سے پہلے

آ گے تھی وہ رات
پیچھے سورج شرمایا
سُن کر میری بات

چھوٹی ہے چادر
پاؤں جب بھی پھیلاؤں
ننگا ہوگا سر

گزرے کتنے سال
جیسے کل پردیس گیا
میرا ہیرا لال

ہونٹوں کی میراث
ہریالی ہے ہر جانب
ننگی سی اک پیاس

چاندی جیسے بال
بچہ جیسا لگتا ہوں
میں ہوں ایک مشال

سورج کے اُس پار
دو جسموں کے سائے ہیں
کر لیتے ہیں پیار

خط میں سوکھے پھول
دس دن بعد ملے شاکر
پھر بھی مہکے پھول

ساون کے دو دن
اک ہفتے کی چُھٹی میں
کاٹے ہیں سو دن

کچا میرا گھر
بادل ایسے چھائے ہیں
بارش کا ہے ڈر

کالی راتوں میں
جل کر چاند اترتا ہے
باتوں باتوں میں

دینا کے سو رنگ
رنگوں میں اک جادو ہے
آ جا میرے سنگ

آؤ میری جان
موسم کتنا اچھا ہے
کہنا دل کا مان

جینے کا انداز
سینے کی بالکونی میں
پوشیدہ اک راز

میں ہوں ایک دیا
اکثر رات کو جلتا ہوں
صبح ہونے تک

برگد کے سائے
دھوپ کے صحن میں اکثر شاکر
تم نے پھیلائے

برفیلی وہ رات
خاموشی سے لب کھولے
لفظوں کی برسات

پانی کا تالاب
گاؤں کا سرمایہ ہے
حقہ، چرس، شراب

دل کے اندر تُو
میرے جسم سے پھیلا ہے
چاہت کی خوشبو

مئے خانے میں شور
مئے کش سارے بھاگ گئے
ساقی تھا خود چور

پانی، دھوپ، گلاب
تتلی، بچہ، رات، ہوا
جگنو ایک کتاب

سپنوں میں آؤ
خوابوں کی دیواروں پر
پرچم لہراؤ

بادل کے سائے
بانجھ زمیں کے سینے میں
میں نے پھیلائے

پانی کا بحران

شہر میں پھر ھنگامہ ہے
ہم سب ہیں حیران

دیواروں کے ساتھ
سورج سر ٹکراتا ہے
ہو جاتی ہے رات

خوشبو کا اک ہار
تتلی پہن کے بھاگ گئی
پانی کے اُس پار

ڈر کے مارے لوگ
گھر کے اندر خوف زدہ
چپ ہیں سارے لوگ

کشمیر کو جینے دو

حق ہم کو کمینے دو
اب ہوش کے ناخن لو
کشمیر کو جینے دو

ہمیں جان سے پیارا ہے
دنیا کو خبر کر دو
کشمیر ہمارا ہے

کشمیر ہے سینے میں
تم لاکھ ستم ڈھاؤ
اک جوش ہے سینے میں

خاموش رہیں کب تک
دشمین سے لڑیں گے اب
ہم ظلم سہیں کب تک

ہر سمت سے گولی ہے
کشمیر کی وادی میں
اب خون کی ہولی ہے

کشمیر بنے گا پاک
اب دنیا دیکھے گی
مودی کے سر میں خاک

اکمل شاکر اپنے رسالہ "صحب" سے جانے جاتے ہیں۔ پھر وہ شاعر کی حیثیت سے سامنے آئے اور تنوع کی طرف انھوں نے خصوصی توجہ دی۔ غزلوں اور نظموں میں کرشمہ سازی دکھلانے کے بعد وہ ماہیا اور ہائیکو کی طرف متوجہ ہوئے اور لحق قادر الکلامی کا ثبوت دینے میں کامیاب رہے۔ اکمل شاکر کے ماہیا اور ہائیکو میں تابانی حیات کی جلوہ نمائی دیکھی جا سکتی ہے جس میں پیکر تراشی ہے اور تہ داری بھی ہے۔ وہ ذہنی کرشمہ سازی سے کام لے کر ذات کی تمام ترشیموں کی عقدہ کشائی کرتے ہیں اور عصری حالات اور شعور ذات کی انعکاسی کیفیت کو صورت کی ضامن بناتے ہیں۔

اکمل شاکر نے اپنے ماہیا اور ہائیکو میں سوچ کی کائنات اور دید کے منظر سے بصیرت اور بصارت کی چمک کو جلوہ ریز بنایا ہے۔ معنویت کی تہ داری عطا کی ہے۔ اور وسعت تجسس کو محسوسات سے قریب کیا ہے۔ دونوں اصناف میں ان کے یہاں موضوع کا تنوع اور اسلوب کی انفرادیت کی نئی شناخت ملتی ہے خصوصاً ماہیے میں حالات و معاملات اور واقعات کی زندہ جاوید عکاسی و ترجمانی دیکھی جا سکتی ہے کہیں کہیں نئے علائم اور علامتوں سے بھی انھوں نے کام لیا ہے اس طرح زندگی کے جمان عنصر کو نمایاں کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی

17 دسمبر 2020

FACEBOOK akmalshakir

E-MAIL akmalshakir@gmail.com

MEHLAB PUBLISHING HOUSE

PASNI BALOCHISTAN

0321-8911351

0333-5050302